AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

قرآن کریم میں مذکور واقعہ ٔبلقیس و ذوالقرنین کے مناہجِ دعوت کا تقابلی جائزہ

A Comparative Analysis of the Methodologies of Da'wah in the Qur'anic Narratives of Queen Bilqis and Dhul-Qarnain

[1]Shehla Shams ***[2]Dr. Nasir Amin***

Abstract

The Qur'an is a comprehensive and universal divine text that is not limited to matters of belief and worship alone; rather, it provides holistic guidance for all dimensions of human life, including intellectual, moral, social and political spheres. Among its most significant sources of guidance are the Qur'anic narratives (Qasas al-Qur'an), which vividly portray the conduct, leadership styles, and da'wah methodologies of various nations, personalities, and rulers, thereby offering timeless lessons for humanity. In addition to the accounts of the Prophets (peace be upon them), the Qur'an presents narratives of non-prophetic figures whose approaches to leadership and da'wah hold profound instructional value. Among these, the Qur'anic accounts of Queen Bilqis and Dhul-Qarnain possess particular relevance for contemporary rulers and leaders. These narratives exemplify diverse yet complementary models of da'wah, leadership, wisdom, justice, and the ethical utilization of power and authority. Queen Bilqis embodies a model of rational, consultative, and prudent leadership, reaching the truth through intellect, deliberation, and diplomatic wisdom. In contrast, Dhul-Qarnain represents a monotheistic, powerful, just, compassionate, and globally influential leader who exercises authority to establish justice and safeguard the oppressed. Despite not being prophets, both figures adopt principled and effective methodologies of da'wah, demonstrating that the responsibility of inviting towards truth is not confined to prophets alone but extends to every capable individual according to their capacity. This article presents a comparative study of the da'wah methodologies reflected in the Qur'anic narratives of Queen Bilqis and Dhul-Qarnain, highlighting their enduring relevance for the modern age. It aims to emphasize that regardless of differences in circumstances, resources, or forms of authority, the obligation of da'wah remains a shared, universal, and continuous responsibility—particularly for those entrusted with leadership and power.

Keywords: *Qur'anic Narratives, Da'wah Methodology; Queen Bilqis, Dhul-Qarnain, Comparative Analysis*

مقدمہ

قرآن کریم ایک ہمہ گیر کتاب ہے جو صرف عقائد اور عبادات کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کے تمام تر معاملات فکری، اخلاقی، سماجی اور سیاسی پہلوؤں کی بھی رہنمائی کرتا ہے۔ جن میں انسانی ہدایت کے لیے سب سے بڑی معنویت قِصص القرآن کی

[1] *PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies, Al-hamd Islamic University, Islamabad*
[2]*Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Al-hamd Islamic University, Islamabad*

ہیں، کیونکہ انہی واقعات کے ذریعے اقوام، شخصیات و قائدین کا طرزِ عمل اور دعوتی مناہج سامنے آتی ہے اور ہر دور کے لوگوں کے رہنمائی حاصل کرنے کا باعث بن سکتی ہیں۔ قرآن کریم میں انبیاء کرام علیہاالسلام کے علاوہ دیگر شخصیات کے واقعات بھی مذکور ہے جو مختلف مناہج کے ساتھ دعوت کی راہ ہموار کرتی ہیں، جن میں دو بادشاہوں ملکۂ سبا اور ذوالقرنین کا واقعہ عصرِ حاضر کے بادشاہوں و قائدین کے لیے خصوصی اہمیت کا حامل سمجھا گیا ہے۔ اِن واقعات میں دعوت، قیادت، حکمت، عدل وانصاف، شورائیت اور قوت وطاقت کا صحیح استعمال کا ایک انمول نمونہ پیش کرتی ہیں۔ کیونکہ ملکۂ سبا ایک غیر مسلم حکمران خاتون تھی جو عقل وفہم، مشاورت اور تدبر و حکمت کے ذریعہ حق تک پہنچتی ہے، جبکہ ذوالقرنین ایک موَحد، طاقتور، عدل وانصاف کا داعی، رحم دل اور عالمی سطح پر قیادت رکھنے کا انمول داعی تھے۔ دونوں شخصیات غیر نبی ہونے کے باوجود ایک عظیم مرتبے کی دعوتی مناہج اختیار کرتی ہیں، کیونکہ دعوتِ دین کا کام صرف انبیاء کرام تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر صاحبِ استطاعت فرد پر دعوتِ دین کی ذمہ داری عائد ہے۔ اِس لیے اِس مقالے میں دونوں شخصیات کے قرآنی واقعات میں دعوتی مناہج کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے گا تاکہ عصرِ حاضر کے صاحبِ اقتدار لوگوں کو یہ بات واضح ہو گی کہ حالات، وسائل اور اقتدار کے نوعیت کے باوجود بھی دعوتِ دین کا فریضہ کا ادا کرنا ایک مشترکہ اور آفاقی مسئلہ ہیں۔ اسی طرح یہ مقالہ تین مباحث پر مشتمل ہو گی؛

مبحثِ اول: واقعۂ ملکۂ سبا کے مناہج دعوت

مبحثِ دوم: واقعۂ ذوالقرنین کے مناہج دعوت

مبحثِ سوم: واقعۂ ملکۂ سبا اور واقعۂ ذوالقرنین کے مناہجِ دعوت کا تقابلی جائزہ

ذیل میں اِن مباحث کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے:

مبحثِ اول: واقعۂ ملکۂ سبا (بلقیس) کے مناہجِ دعوت

ا۔ ملکۂ سبا (بلقیس) کا تعارف

ملکۂ سبا کا نام بلقیس بنتِ شراحیل بن ذی جدن بن سیرح بن قیس بن صیفی بن سبا بن یشجب بن یعرب تھا۔ جس قوم پر وہ بادشاہت کرتی ہے وہ ستاروں کی پرستش تھی۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کو جب ہُدہُد کے ذریعہ اِن کی مشرکانہ عقائد کی بات معلوم ہوئی تو بلقیس کے نام ہُدہُد کے ذریعے خط ارسال کر کے توحید کی دعوت دی، انہوں نے خط لے کر گیا اور بلقیس کو اوپر سے گرا دیا۔ ملکۂ سبا نے اپنے امراء کو اکٹھا کر کے صورتحال سے آگاہ کر دیا اور مشورہ طلب کیا، انہوں نے جنگ کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو بلقیس نے عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سمجھا یا کہ جنگ کرنے سے شہر ویران اور عزت مند لوگ ذلیل وخوار ہو جائیں گے۔ حالات کا تجزیہ لینے کے لیے کچھ تحفے تحائف سیدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس بھیج دی، انہوں نے اِن تحائف کو دیکھ کر غصہ ہو کر سب واپس کر دیا۔ جب قاصد بلقیس کے پاس گیا تو سارا ماجرا سُنا کر اور دین کی دعوت دی، انہوں نے اسلام قبول کر کے سیدنا سلیمان کے پاس روانہ ہوئی۔ پھر جب سیدنا سلیمان علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوا ملکۂ بلقیس ملک کے پہنچنے کے بلکل قریب ہو گئی۔ تو انہوں نے اپنے وزراءِ حکومت سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم میں سے کون اس کا شاہی تخت میرے پاس اِن کے آنے سے پہلے لا سکتا ہے؟ جنوں نے مختلف آراء پیش کی، جب سیدنا سلیمان علیہ السلام نے سامنے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ عرش سامنے آگیا۔ تو سیدنا سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے عقل وفہم کو جانچنے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کے لیے تخت کے اوصاف بدلنے کا حکم کر دیا، جب وہ وہاں پہنچ گئی اور تو سیدنا سلیمان علیہ السلام نے تخت کے بارے میں پوچھا! انہوں نے کہا: گویا یہ وہی تخت ہے اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کیا۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے محل میں داخل ہونے کی پیشکش کی، وہ داخل ہو کر گناہوں کو اعتراف کر کے ہی فرماں نبردار ہو گئی۔[3]

۲۔واقعہ ملکۂ سبا کے مناہج دعوت

واقعہ ملکۂ سبا سے مستنبط مناہجِ دعوت کے مطالعہ سے ہم یہ اُصول سیکھ جاتے ہیں؛

ا۔دعوت کے دوران حاضرین کے حالات کا تجزیہ لینا

ہُدہُد نے قومِ سبا کی حالات کا اچھی طرح سے تجزیہ لے کر سیدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس اُن کی خبر لے کر آئی کہ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اللہ تعالی کے عبادت کے بجائے وہ سورج کے پرستش کرتے ہیں۔اور بعد میں سیدنا سلیمان علیہ السلام نے بھی ممکنہ وسائل کو بروئے کار لا کر مشاہدات اور تحقیقات کی بنا پر قوم سبا کے حالات کا جائزہ لے لیا، تاکہ وہ قوم غیر اللہ کے بجائے ایک اللہ کی عبادت کریں۔اسی طرح ہر داعئ اسلام کو دعوت کے میدان میں مخاطبین کی ذہنیت، اچھے بُرے عادات وحالات، عقائد، معاشرت، طاقت اور کمزوریوں کا تجزیہ لینا ضروری ہے تاکہ ان ہی حالات کے تناظر میں ممکنہ وسائل کو استعمال کر کے مؤثر دعوت دے سکیں۔اور یہ دعوت کے نبوی منہج بھی ہے جیسا کہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اہلِ کتابوں کے مزاج کے مطابق دعوت کے مناہج سکھاتے ہوئے یمن کی طرف بھیجا گیا:

> ۔۔۔سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى نَحْوِ أَهْلِ اليَمَنِ قَالَ لَهُ: إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللَّهَ تَعَالَى، فَإِذَا عَرَفُوا ذَلِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ، فَإِذَا صَلَّوْا، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِي أَمْوَالِهِمْ، تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فَقِيرِهِمْ، فَإِذَا أَقَرُّوا بِذَلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ، وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ۔[4]
>
> ترجمہ: (سیدنا) عبداللہ ابنِ عباس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، جب نبی کریم ﷺ نے (سیدنا) معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ (ﷺ) نے ان سے فرمایا: تم ایک ایسی قوم کے پاس جارہے ہو جو اہلِ کتاب میں سے ہے، پس سب سے پہلے انہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلانا۔ اگر وہ اس کی پہچان لیں، تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن ورات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ نماز پڑھنے لگیں، تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ

---

[3] امام ثعلبی، ابو اسحاق احمد بن ابراہیم، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن، دار التفسیر، مکہ مکرمہ جدہ، ط ۱، ۱۴۳۶ھ، ج ۲۰، ص ۲۲۳

[4] امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، ط ۱، ۱۴۲۲ھ، كِتَابُ التَّوْحِيدِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، ج ۹، ص ۱۱۴، رقم الحدیث: ۷۳۷۲

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے، جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے فقیروں کو دی جائے گی۔ اگر وہ اس کو بھی مان لیں، تو ان سے زکوٰۃ لینا، لیکن لوگوں کے عمدہ مال لینے سے بچنا۔

۲۔دعوت کے میدان میں بات کی تصدیق و تحقیق کرنا

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ظاہری اسباب کی بنا پر ہُدہُد کی سزا تو معاف کر دیا لیکن بحثیت ایک داعیؑ بنا تصدیق و تحقیق ہُدہُد کی بات پر اکتفا نہیں کی بلکہ اُن کی حقیقتِ حال معلوم کرنے کے لیے تحقیق و تصدیق کا فرمان جاری کر دیا۔اور یہی قول ہر داعی دین کے لیے تحقیق و تصدیق کا اُصول وضع کرتی ہے کہ کسی بات کو فوراً تسلیم کرنے کے بجائے ان کا خوب تحقیق کرے کیونکہ بعض اوقات غلط بیانی کا امکان بھی ہو سکتا ہے۔تو اسی طرح ہر داعیٔ دین سُنی سنائی بات پر اقدام کرنے سے پہلے تحقیق و توازن کا عمل ضرور اپنائے۔اور اگر کوئی متہم شخص کوئی خبر لائے تو لازم ہے کہ اس بات کی تصدیق ہو جائے۔کیونکہ داعی کو جذباتی نہیں ہونی چاہیے بلکہ حقائق کو واضح کرنے کے بعد فیصلہ کرنا چاہیے۔قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے بات کی تحقیق و تصدیق کرنے کی تاکید کی ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمۡ فَاسِقُۢ بِنَبَإٖ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوۡمَۢا بِجَهَٰلَةٖ فَتُصۡبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلۡتُمۡ نَٰدِمِينَ ٦ -[5]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو ! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کرلو،ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو لاعلمی کی وجہ سے نقصان پہنچادو، پھر جو تم نے کیا اس پر پیشمان ہو جاؤ۔

۳۔مخاطبینِ دعوت کو انکارِ نتائج سے باخبر رکھنا

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے قومِ سبا کو ایمان قبول کرنے کی دعوت دے دی تو قومِ سبا نے دعوت پر جنگ کے حق میں رائے دی تھی، تو ملکہٗ سبا نے عقل و فہم سے کام لیتے ہوئے دعوت سے انکار کے نتائج سے باخبر رکھا۔ کہ بادشاہ جب بزورِ شمشیر کسی بستی میں داخل ہو جاتے ہیں تو اُسے نیست و نابود اور اُس کے عزت مند ذلیل و خوار کرتے ہیں۔کیونکہ اُسے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی کا اندازہ ہُدہُد کے مراسلہ سے ہو گیا تھا کہ ان کے لشکروں میں جن اور پرندے بھی شامل ہیں، تو اس کا مقابلہ کسی صورت میں بھی نہیں کر سکتی۔اور یہی اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ اللہ کا ڈر نہ رکھنے والے بادشاہوں کا ہمیشہ یہی حال ہوتا ہے۔جس طرح نبی کریم ﷺ نے دعوت کو قبول کرنا خیر اور انکار کرنا خشک زمین جیسا قرار دیا ہے:

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الهُدَى وَالعِلْمِ، كَمَثَلِ الغَيْثِ الكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ، قَبِلَتِ المَاءَ، فَأَنْبَتَتِ الكَلَأَ وَالعُشْبَ الكَثِيرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ، أَمْسَكَتِ المَاءَ، فَنَفَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ، فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا

[5] الحجرات ۴۹: ۶

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللَّهِ، وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ۔[6]

ترجمہ: (سیدنا) ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت اور علم دے کر بھیجا ہے، اس کی مثال اس موسلادھار بارش جیسی ہے جو کسی زمین پر برسی۔ تو کچھ زمین ایسی تھی جو پاکیزہ تھی، اس نے پانی کو جذب کر لیا اور خوب گھاس اور چارہ کیا۔ کچھ زمین ایسی تھی، اس نے پانی تو روک لیا لیکن خود کچھ نہیں اُگایا، مگر لوگ اُس سے فائدہ اُٹھاتے رہے: انہوں نے پیا، جانوروں کو پلایا اور کھیتی کی۔ اور کچھ زمین ایسی بھی تھی جو بالکل چٹیل میدان تھی، نہ اُس نے پانی کو روکا اور نہ کچھ اُگایا۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے:

جو دین میں سمجھ رکھتے ہیں اور اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت سے نفع اُٹھاتے ہیں، یعنی خود بھی علم حاصل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی سکھاتے ہیں۔ اور اس شخص کی مثال جو نہ اس ہدایت کی پرواہ کرتا ہے، نہ اُس کو قبول کرتا ہے جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا۔

۴۔ دعوت الی اللہ کے مقابلے میں دنیاوی مال ومتاع کو ترجیح نہ دینا

ملکۂ سبا نے عقل و دانشمندی کو اپنا کر بطور امتحان سید سلیمان علیہ السلام کو قاصد کے ذریعے تحفے، تحائف بھیج دی تا کہ حق و باطل کی پہچان ہو جائے گی۔ تو سید سلیمان علیہ السلام نے دنیاوی مال ومتاع سے انکار کر کے فرمایا: قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَآ ءَاتَىٰنِۦَ ٱللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّآ ءَاتَىٰكُم...الخ۔ اسی طرح اگر دعوتِ دین میں مخالفین کی طرف سے کسی قسم کا کوئی ریکوسٹ آجائے پہلے ان کو پہچاننا کہ ان کی اصل کیا ہے اور مالی لالچ و دنیاوی مفاد کو ٹھکرا کر دینا اخلاصِ دعوت کی روح ہے۔ کیونکہ داعیانِ دین دعوت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتے ہیں نہ کہ دنیا کمانے کے لیے، اور یہی سب انبیاء کرام اور داعیانِ دین کی پکار ہوتی ہے:

۸ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ١۔[7]

ترجمہ: اور میں اس پر تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا، میری اجرت تو رب العالمین ہی کے ذمے ہے۔

۵۔ مخاطبینِ دعوت کو قبولیت کے لیے وقت دینا

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ہُدہُد کو کچھ اُصول وہدایات کے ذریعے دعوت نامہ دے کر ملکۂ سبا کے پاس بھیج دیا، کہ دعوت دینے پر فوراً ردِ عمل نہ کرے بلکہ مخاطبین کو سوچ وفکر کا موقع دے تاکہ وہ تحقیق و تصدیق کر کے ہی دعوت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ اسی طرح ہر داعیٔ دین دعوت کے میدان میں حاضرین پر زور وزبردستی کا مظاہرہ نہ کیا جائے بلکہ عزت واحترام کے ساتھ اپنا فریضۂ دعوت کو نبھایا جائیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال سیدنا نوح علیہ السلام کی دعوت ہے کہ انہوں نے ساڑھے نو سو سال دعوت دی لیکن پھر بھی تھوڑی سی گروہ نے ہدایت قبول کی تھی۔

---

[6] صحیح بخاری، كِتَابُ العِلْمِ، بَابُ فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ، ج۱، ص۲۷، رقم الحدیث: ۷۹

[7] الشعراء ۲۶: ۱۰۹

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی طائف کے موقع پر صبر وعزیمت کا مظاہرہ کر کے فرمایا:

---قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ اللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَأَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِي رَبُّكَ إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِكَ، فَمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا۔[8]

ترجمہ :جب فرشتوں نے کہا:اے محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سُن لی ہے جوانہوں نے آپ کے بارے میں کہی ،اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں ،اللہ نے مجھے آپ کی طرف بھیجاہے تاکہ آپ جو حکم دیں ، میں اُس کی تعمیل کروں ۔اگرآپ چاہیں تو میں اِن پر ان دونوں پہاڑوں کوملادوں۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں ! بلکہ میں اُمید رکھتاہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

۶۔دعوتِ میں ادب حسنِ خطاب اور عزت کالحاظ کرنا

سیدنا سلیمان علیہ السلام کادعوت نامہ موصول ہونے کے بعد ملکہ ٔسبانے اپنی سلطنت کے سرداروں اور مشیروں کو جمع کر کے سب سے مخاطب ہوا: يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡمَلَؤُاْ إِنِّيٓ أُلۡقِيَ إِلَيَّ كِتَٰبٞ كَرِيمٌ ۲۹---الخ،ملکہ نے غیر مسلم ہونے کے باوجود اس خط کو عزت والاقرار دیا۔کیونکہ وہ ادب واحترام اورایک عجیب وغریب اور معمولی طریقہ سے لکھاہوآیاتھا۔اورظاہری بات ہے کہ دعوت میں لہجہ ،الفاظ اور طرزِ خطاب کو احسن انداز میں کرناضروری ہے کیونکہ یہ بات قوم وملت تک جارہی ہے تاکہ مخاطبین ان کو کھلے دل سے قبول کریں ،جس طرح قوم سبانے اسلام قبول کیاتھا۔اورنبی کریم ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ان اوصاف کے ساتھ بھیجاگیاہے :

فَبِمَا رَحۡمَةٖ مِّنَ ٱللَّهِ لِنتَ لَهُمۡۖ وَلَوۡ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ ٱلۡقَلۡبِ لَٱنفَضُّواْ مِنۡ حَوۡلِكَۖ فَٱعۡفُ عَنۡهُمۡ وَٱسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ۔[9]

ترجمہ :پس اللہ کی طرف سے بڑی رحمت ہی کی وجہ سے توان کے لیے نرم ہوگیاہےاوراگرتوبد خلق ، سخت دل ہوتاتویقیناًوہ تیرے گرد منتشر ہو جاتے،سوان سے درگزر کراوران کے لیے بخشش کی دعا کر۔

اورفرعون جیسے متکبر شخصیت کے سامنے بھی اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوفرمایاکہ ان کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آو۔

۷۔عورت کو قوم کی بادشاہت سونپنے سے بچنے کی دعوت

ہُدہُد نے سید سلیمان علیہ السلام کے سامنے ملکہ ٔسب کی بادشاہی کے بارے میں تعجب کااظہار کیاکہ قومِ سبانے اپنی قوم کی بادشاہت عورت کو دی ہے۔کیونکہ اسلام دینِ فطرت ہے اس لیے اس میں معاشرہ کی بنیاد فطرتِ انسانی کی رعایت کرتے ہوئے مرد عورت پر حاکم ہے۔

---

[8] مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبدالباقی،داراحیاء التراث بیروت،س ن، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ،بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَذَى الْمُشْرِكِينَ وَالْمُنَافِقِينَ،ج۳،ص۱۴۲۰،رقم الحدیث:۱۷۹۵

[9] آل عمران ۳:۱۵۹

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عورت کو مکمل عزت ومقام حاصل ہے تعلیم، صحت اور سماجی خدمات جبکہ عورت نازک، کمزور اور ناقص العقل ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی سیادت وقیادت قبول نہیں فرمایا۔ جیساکہ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب نبی ﷺ کو خبر پہنچی کہ اہلِ فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنالیا ہے تو آپ (ﷺ) نے فرمایا:

لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً۔[10]

ترجمہ: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جنہوں نے اپنے معاملے کا والی ایک عورت کو بنادیا۔

۸۔ غیر مسلم سے ہدیہ قبول کرنے کے جواز اور عدمِ جواز کی دعوت

سیدنا سلیمان علیہ السلام کے دعوت پر ملکہ سبا نے عقل وتدبر کا استعمال کرتے ہوئے اپنی سرداروں سے مشورہ کرنے کے بعد بطور امتحانِ ان کو شایانِ شان تحفے بھیج دی، تاکہ ان کی اصلیت معلوم ہوجائے۔ کیونکہ تحفہ وہ چیز ہے جو لوہے کو بھی نرم کردیتا ہے، اگر انہوں نے قبول کیا تو سمجھ لو کہ وہ ایک بادشاہ ہے اگر واپس کی تو پھر ان کی نبوت میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس واقعہ میں اس کی دعوت موجود ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم حسنِ سلوک کی بناپر کسی مسلم کو ہدیہ دے رہا ہے تو اس کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن بہ شرط یہ کہ وہ حرام نہ ہو۔ مثلاً اس میں کوئی حرام چیز شامل نہ ہو، تحقیر یا دین میں کمزوری کا پہلو نہ ہو، یا ان کی مذہبی تقریب کے احترام میں نہ ہو۔ جیساکہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا، فَجِيءَ بِهَا فَقِيلَ: أَلَا نَقْتُلُهَا، قَالَ: لَا۔[11]

ترجمہ: ایک یہودی عورت نبی ﷺ کے پاس زہر آلودہ بکری لے کر آئی، آپ (ﷺ) نے اس میں سے کچھ کھالیا، پھر وہ عورت لائی گئی (جب بعد میں پتہ چلا گرفتار ہوکر)، صحابہ نے عرض کیا: کیا ہم اُسے قتل نہ کریں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا نہیں۔

اس حدیث کی تناظر میں غیر مسلم سے حلال ہدیہ قبول کرنا جائز ہے اور حرام ناجائز ہے۔

۹۔ رشوت سے بچنے کی دعوت

ملکہ سبا نے سیدنا سلیمان کے جانچ پڑتال کرنے کے لیے تحفے تحائف بھیج دیا، انہوں نے سمجھ کر یہ عورت مجھے رشوت کے ذریعہ حق بیان کرنے سے روکتے ہیں، تو اس کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور صاف کہہ دیا کہ میں مال ودولت کو لے کر اپنے ارادے سے باز نہیں رہ سکتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے رشوت کا نام بدل کر اُسے ہدیہ کا نام دیا، تو رشوت کو ہدیہ یا چائے پانی کا نام دینے سے وہ حلال نہیں ہوتا۔ جیسے کہ آج کل رشوت کا یہی رواج زور وشور سے عام چل رہی ہے۔

---

[10] صحیح بخاری، كِتَابُ الفِتَنِ، بَابُ الفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ البَحْرِ، ج۹، ص۵۵، رقم الحدیث: ۷۰۹۹

[11] نفس مصدر، كِتَابُ الهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا، بَابُ قَبُولِ الهَدِيَّةِ مِنَ المُشْرِكِينَ، ج۳، ص۱۶۳، رقم الحدیث: ۲۶۲۷

شریعتِ محمدیہ نے اسی طرح اِن سب طریقوں سے رشوت لینے ودینے سے منع فرمائی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي۔[12]

ترجمہ: (سیدنا) عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والا اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی۔

۱۰۔ بین الاقوامی تعلقات بہتر بنانے کی دعوت

سید سلیمان علیہ السلام نے بین الاقوامی تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے ہُدہُد کو پُرامن دعوت کے ساتھ ملکۂ سبا کے پاس بھیج دیا، اور یہی طریقۂ دعوت ہمیں سیاسی بصیرت کے آداب سکھاتے ہیں۔ جس طرح سید سلیمان علیہ السلام نے خارجہ پالیسی کو استوار کرنے کے لیے فوجی طاقت کے بجائے بہتر مکالمے کے ذریعہ دعوت کو ترجیح دے دیا۔ اور یہی اسلوب ہر مذہبی وسیاسی قائدین کو اپنانے کی ضرورت ہے ،تاکہ مخالفین کو ردعمل کا وقت اور جنگ سے پہلے مذکرات کے ذریعہ مسئلہ کا حل نکالنے کا موقع فراہم ہوں گی۔ پھر اسی حالات کی تناظر میں ممکنہ وسائل کو بروئے کار لے کر آگے قدم اُٹھانا چاہیئے۔ چونکہ خارجہ پالیسی میں فریقِ مخاف کو ردِعمل کا وقت دینے سے ملکوں کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہیں۔ اور یہی طریقہ نبی کریم ﷺ نے بھی ہمیں سکھایا ہے جیساکہ انہوں پہلے مختلف ممالک کو اسلام کی دعوت دی جب انہوں نے انکار کی تو بعد میں جنگی رُخ اختیار کی۔

۱۱۔ مجلسِ شوریٰ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت

ملکۂ سبا نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی دعوت پر فوراًردِعمل کے بجائے انتہائی دانشمندی وسیاسی بصیرت سے کام لیتے ہوئے اپنی سلطنت کے سرداروں اور مشیروں کو جمع کرکے بات کو اِن کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے شوریٰ کو ترجیح دی کیونکہ وہ خود نظامِ بادشاہی کے باوجود استبدادی نہیں تھابلکہ ہر کام میں اپنی سرداروں کے مشورہ سے کرتی تھی۔ اسی سیاست ہو یا دعوت ان کے لیے ایک اُصول رکھا ہوا ہے کہ نظامِ حکومت کوئی بھی ہو بادشاہت ہو، خلافت ہو یا جمہوریت ہو مشورے کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اور ایک عادل داعی بادشاہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ وہ ہرکام مشورے سے کرنے والا ہوتا ہے، چاہے وہ دینی معاملات ہو یا سیاسی۔ کیونکہ اسلام میں مطلق العنان بادشاہت یا جمہوریت کا کوئی وجود ہی نہیں ہے دعوت میں مخاطبین سے رائے لینا اور ان کی ذہن سازی کرنا اہمیت کا حامل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خود بھی ہر معاملے میں شوریٰ کی طرف رجوع کی ہے، لیکن اِن لوگوں سے مشورہ لیا جائے گا جو اس کے اہل ہو۔ اور اہلِ شوریٰ پر بھی صحیح مشورہ دینا ایک دینی امانت ہے اور جان بوجھ کر اس امانت میں خیانت کرنا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اہلِ شوریٰ پر فرض ہے کہ وہ دیانت داری سے مشورہ دیں۔ اور یہی شواریئت کا قرآن کریم نے بھی حکم دیا ہے:

وَشَاوِرۡهُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرِۖ فَإِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلۡمُتَوَكِّلِينَ۔[13]

---

[12] ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، تحقیق: محمد عبدالحمید محیی الدین، المکتبہ العصریہ ،صیدا، بیروت، كِتَاب الْأَقْضِيَةِ، بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الرَّشْوَةِ، ج۳، ص۳۰۰، رقم الحدیث:۳۵۸۰

[13] آل عمران ۳: ۱۵۹

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ترجمہ :اور کام میں ان سے مشورہ کر، پھر جب تو پختہ ارادہ کرلے تو اللہ پر بھروسا کر، بے شک اللہ بھروسا کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

۱۲۔ تحریری شکل میں دعوت رسانی کی ترغیب

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ہُدہُد کو خط وکتابت کے ذریعے دعوت دے کر قومِ سبا کی طرف بھیجا، کیونکہ کبھی کبھی دعوت بالقلم بھی کی جاسکتی ہے اور بالخصوص بادشاہوں کو خطوط کے ذریعہ دعوت دیناہی افضل طریقۂ دعوت ہے ۔ تحریری شکل میں خط، پیغام، ای میل اور کتب کے ذریعہ دعوت دیناہی پُرامن ذرائع اور نہایت مؤثر دعوت ہے۔یہی طریقۂ دعوت انبیاء کرام علیہاالسلام کا بھی رہاہے جس میں توحید، اطاعت اور عدمِ تکبر کی دعوت دی گئی ہے جس طرح سید سلیمان علیہ السلام نے قومِ سبا کو خط وکتابت کے ذریعہ دعوت دی ۔اسی طرح یہ تحریر محفوظ ہو جاتی تو وقتاً فوقتاً لوگوں کو پڑھنے کا موقع ملتا ہے، ایک تحریر ہزاروں لوگوں تک پہنچنے کا ذریعہ بنتی ہیں اور مخاطب کو سوچنے کا موقع بھی مل جاتی ہے۔ جیساکہ آج کل بھی تحریر کے مختلف شکلیں موجود ہیں تاکہ اسی کے ذریعے دعوتِ نامۂ بھیجی جاتی ہے تو اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک باآسانے پہنچ جاتی ہیں۔ اور قرآن کریم خود بھی ایک تحریری دعوت ہے اور نبی کریم ﷺ نے بھی صلح حدیبیہ کے بعد مختلف کے بادشاہوں : قیصر، کسریٰ، نجاشی، مقوقس اور دیگر بادشاہوں کو خطوط کے ذریعہ دعوت نامۂ بھیج دیا ہے۔

مبحثِ دوم: واقعۂ ذوالقرنین کے مناہجِ دعوت

ا۔ ذوالقرنین کا تعارف

ذوالقرنین ایک نیک، صالح اور مؤحد بندہ تھا اور زندگی بھر بت پرستوں کے خلاف جنگ کرتا رہا اور اس دعوتی مقصد کے لیے زمین کے مشرق ومغرب کے کناروں تک پہنچ گیا اور وہاں پر حکمرانی کی تھی۔ اللہ تعالی نے اُسے فوجی طاقت، مال ودولت، فکر ونظر اور عظیم شہرت ودبدبہ عطا کیا تھا، یعنی علم، طاقت، آلات واسلحہ اور دیگر تمام وسائل مہیا تھے۔ان وسائل کو بروئے کار لاکر مشرق ومغرب تک پہنچ گیا تھا اور اُس نے یاجوج کو روکنے کے لیے دیوار بنائی تھی ہے۔ دعوت کے میدان میں لچک وحکمت کی اعلیٰ مثال پیش کی ہے کہ ریاستی سطح پر بھی دعوت کا فریضۂ انجام دیا جاسکتا ہے مگر اس شرط پہ کہ اُس میں عدل وانصاف اور تقویٰ پر مبنی ہوں۔ راجح قول کے مطابق اُن کا تعلق اہلِ کتاب (۳۰۰ ق م) سے تھا، اور وہ نبی نہیں تھے۔[14]

[14] ابوعبداللہ حکم، محمد بن عبداللہ نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۱ھ)، ج۱، ص۹۲، رقم الحدیث: ۱۰۴ (هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

۲۔واقعہ ذوالقرنین کے مناہج دعوت

واقعہ ذوالقرنین مختلف مناہج کے ساتھ بیان ہوئی ہے جن کی تفصیل درجہ ذیل ہیں:

ا۔عدل وانصاف کی دعوت

اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو مغرب کی طرف قوت وطاقت کے ساتھ تمکین اوراختیار دیا،لیکن انہوں نے عدل انصاف کارویہ اختیار کیااور فتح وقوت کی نشے میں آکر سب کونیست ونابود کے بجائے عدل وانصاف وحسنِ سلوک کااظہار کر کے کہا: أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَى رَبِّهِ--الخ یعنی کفروشرک کرنے والوں کواس کے حسبِ حال سخت سزا،جنگجو کو قتل وقید کروں گا لیکن ایماندار واعمالِ صالحہ والوں کے ساتھ بھلائی ہی بھلائی اور تمام تر معاملات میں آسانی کاسلوک کریں گے۔ہمارے نبی ﷺ نے بھی جنگی مہمات میں اسی پر عمل کیاہے اورامیر کو بھی اس کی تلقین دیتے ہیں:

> كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّرَ أَمِيرًا عَلَى جَيْشٍ، أَوْ سَرِيَّةٍ، أَوْصَاهُ فِي خَاصَّتِهِ بِتَقْوَى اللهِ، وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا، ثُمَّ قَالَ: اغْزُوا بِاسْمِ اللهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ، اغْزُوا وَلَا تَغُلُّوا، وَلَا تَغْدِرُوا، وَلَا تَمْثُلُوا ۔[15]

> ترجمہ:رسول اللہ ﷺ جب کسی امیر کوکسی لشکر پر مقرر فرماتے توسب سے پہلے اُسے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتے اوراُس کے ساتھ رہنے والے تمام مسلمان کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتے ہیں۔پھرآپ (ﷺ) فرماتے:اللہ کے نام سے اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔اُن لوگوں سے لڑو جواللہ کاانکار کرتے ہیں۔جہاد کرو لیکن خیانت مت کرو،غداری مت کرو،مُثلہ مت کرو۔

۲۔جذبہ تراحم اور قوم کوآسانی پیداکرنے کی دعوت

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے آسانی پیداکرناوہ جذبہ ہے جو دلوں کو اپنی طرف مائل کرکے غیر مسلم بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کااقرار کرتے ہیں۔ ذوالقرنین کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بادشاہت واقتدارحاصل تھا لیکن انہوں نے اقتدار کواستحکام بخش کر عدل وانصاف کا ہتھیار استعمال کرکے امن سکون کی فضاقائم کردیا۔کیونکہ میدانِ دعوت میں داعیؔ پر لوگوں کی حالات وذہنی صلاحیت کے مطابق دعوت دی جانے چاہیے نیک کوان کی نیکی کااجر اوربد کوان کی اعمال کی سزا،تاکہ لوگوں کی دلوں میں جگہ پیداکرکے اسلام کی راغب ہوجاتے۔اوریہی دینِ اسلام کاتقاضاہے:

> عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا، وَلَا تُنَفِّرُوا۔[16]

> ترجمہ:(سیدنا)انس بن مالک(رضی اللہ عنہ)بیان کرتے ہیں کہ نبیﷺ نے فرمایا:آسانی پیداکرو،سختی نہ کرو،خوشخبری دواور نفرت نہ دلاؤ۔

---

[15] صحیح مسلم، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ تَأْمِيرِ الْإِمَامِ الْأُمَرَاءَ عَلَى الْبُعُوثِ، وَوَصِيَّتِهِ إِيَّاهُمْ بِآدَابِ الْغَزْوِ وَغَيْرِهَا،ج۳،ص۱۳۵۸،رقم الحدیث:۱۷۳۱

[16] صحیح بخاری، كِتَابُ العِلْمِ ، بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالعِلْمِ كَيْ لَا يَنْفِرُوا،ج۱،ص۲۵،رقم الحدیث:۶۹

۳۔ دعوتِ دین کا مقصد رضائے الٰی اللہ ہو

ذوالقرنین نے دعوتی فریضہ ادا کرنے کے لیے پہاڑوں کا رُخ کیا وہاں پر ایک بے شعور قوم کو پا کر انہوں نے یاجوج ماجوج کے فساد سے بچنے کے لیے لائحہ عمل کی درخواست کی۔ تو انہوں نے ان کی فریاد و مسائل کو غور سے سُن کر حل کر دینے کا عمل جاری کر دیا۔ کیونکہ مسائل کا سُننا، سمجھنا اور مظلوم طبقے کی مدد کرنا ہی مخاطبین کو اللہ تعالیٰ کے قریب لاتا ہے۔ اور داعی کا مفاد صرف لوگوں کو دینِ اسلام کی طرف لانا ہے ہو گی نہ کہ دنیاوی مال و دولت۔ جس طرح ذوالقرنین نے ان کی معاوضہ کو مسترد کیا کہ دعوت کو تجارت نہیں بلکہ خالص نیت سے لوگوں کا مصلح جائے منتقم نہیں تو یہی فریضہ ہر داعیٔ دین کو ادا کرنا ضروری ہے اور یہی ہمارے انبیائے کرام کی آواز ہوتی ہے:

إِنۡ أَجۡرِيَ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِۚ -[17]

ترجمہ: میری مزدوری اللہ کے سوا کسی پر نہیں۔

۴۔ مخاطبین کی زبان اور فہم و شعور کے مطابق دعوت دینا

ذوالقرنین دعوت کے لیے مشرق کی طرف چل کر ایک ایسی قوم کا سامنا ہوا کہ ان کی زبان سمجھ سے بالاتر تھی تو انہوں نے ترجمان کے ذریعہ دعوت پہنچا کر اپنا فریضہ نبھادیا۔ کیونکہ دعوت عقل و شعور کے ذریعہ انسان سمجھ سکتا ہے تو اسی کے لیے علم و زبان کی ضرورت ہوتی ہے اگر مخاطبین کو سمجھنے میں دشواری ہو تو اُن کے لیے ترجمان کا بندوبست کرنا ضروری ہے۔ چونکہ دعوت کا اصل مقصد ابلاغ نہیں تاثیر ہے اور تاثیر اسی وقت ممکن ہو گی، جب مخاطب کے سوچ و فکر اور زبان کے مطابق ہو۔ کیونکہ داعی ہمیشہ جس قوم کی طرف جاتی ہے تو اسی کی زبانی دعوت دیتا ہے تاکہ فہم و سمجھ سے بالاتر نہ ہو تو اسی میں ہر داعیٔ دین کو دعوت ہے کہ کسی قوم کو دعوت اسی کے زبان میں کیا کرے اور زبان کی نا سمجھی ہو کسی جگہ پر تو ترجمان کا بندوبست کریں۔ جیسا کہ سب اقوام کی طرف انبیائے کرام ان کی زبانی مبعوث ہوئے تھے:

۳ وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهِۦ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡۖ-[18]

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ ان کے لیے کھول کر بیان کرے۔

۵۔ حکام کو وسائل کا صحیح استعمال کرنے کی دعوت

اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو زمین میں بادشاہت کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے وسائل و اختیارات سے بھی نوازا تھا، یعنی وہ اسباب و وسائل جو ایک اقتدار کے لیے ضروری ہوتی ہے مثلاً شجاعت، قوت، اسلحہ، سامانِ سفر اور تعمیر و ترقی کے ذرائع وغیرہ۔ اور اسی وسائل کو استعمال کرنے کی صلاحیت بھی بخشی اگر ایک حاکم میں اسی قسم کی صلاحیت موجود نہیں تھی تو پھر یہ سب بے معنی ہو جاتا ہے۔ تو ذوالقرنین نے ان

---

[17] ہود ۱۱: ۲۹

[18] ابراہیم ۱۴: ۴

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سب وسائل کو صحیح جگہ پر بروئے کار لا کر اپنے تین مہمات میں عوام کی مسائل کو حل کر کے خدمات سر انجام دیں۔[19] یہ بات حقیقت بھی ہے کہ دنیا کا کوئی بھی نظام اسی وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک وہ اسباب کا صحیح جگہ پر استعمال نہ کریں، یعنی صحیح حکمرانی وہ ہے جو وسائل کو عوامی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کرے نہ کہ اپنی ذاتی فائدے کے لیے اور یہی اُصول نظامِ حکومت کی کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔ تو اِس میں قائدین کو اس بات کی دعوت ہے کہ موجود وسائل کو بروئے کار لا کر قوم کی ہر مسائل کا ممکنہ کوشش کریں۔ قرآن کریم میں ہمیں یہی اُصول بتاتے ہیں:

إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا وَإِذَا حَكَمۡتُم بَيۡنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحۡكُمُواْ بِٱلۡعَدۡلِۚ إِنَّ ٱللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِۦٓۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ سَمِيعَۢا بَصِيرٗا ٥٨۔[20]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو، یقیناً اللہ تمہیں یہ بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

۶۔ عوام کی مسائل کا حل کرنے کی دعوت

ذوالقرنین نے اپنی تیسری مہم میں پہاڑوں کے درمیان ایک انجان زبان والے قوم کا سامنا ہوا، تو عوام ان کی حُسنِ سلوک سے متاثر ہو کر اپنی مسائل بادشاہ کے سامنے رکھ دیا۔ کہ یاجوج ماجوج سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے کوئی حل نکالیں۔ تو ذوالقرنین نے ان کی مسائل کو سُن کر کسی قسم کا معاوضہ لیے بغیر اپنی قوم کو غارت گروں سے بچانے کے لیے دیوار بنا دیا۔ کیونکہ ایک عادل و فرمانروا حاکم کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ اپنی رعایا کی خبر گیری کر کے اور ان کی مسائل کے حل سے واقف ہو۔ مگر عدل و ظلم کی حکومت میں فرق بھی یہی ہے کہ عادل حاکم حکومت کا نصب العین رعایا کی خدمت، شاہی خزانہ رفاہِ عامہ کے لیے ہوتا ہے اور اپنی ذات پر ضرورت سے زیادہ خرچ نہیں کرتا اس کے برعکس ظلم و جبر کی حکومت منشاءِ باشادہ کا ذاتی تعیش اور اس کا استحکام ہوتا ہے۔ جس طرح ذوالقرنین نے اپنی رعایا کی مسائل کو حل کر دیا اسی طرح ہر حاکم کے لیے اسی حکمت عملی کو اپنانا چاہیے۔[21] اور یہی ہمارے نبی محمد ﷺ کی فرمان ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّكُمْ رَاعٍ فَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔[22]

---

[19] طاہرہ یاسمین، قصص قرآنیہ اور اہلیت مناصب کا معیار، مقالہ پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہو (۲۰۱۱۔۲۰۱۶)، ص ۱۲۹۔۱۳۰

[20] النساء ۴: ۵۸

[21] قصص قرآنیہ اور اہلیت مناصب کا معیار، ص ۱۳۲۔۱۳۴

[22] صحیح بخاری، كِتَاب العِتْقِ، بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيقِ، وَقَوْلِهِ: عَبْدِي أَوْ أَمَتِي، ج ۳، ص ۱۵۰، رقم الحدیث: ۲۵۵۴

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ترجمہ: (سیدنا) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ وہ امیر جو لوگوں پر مقرر ہے نگہبان ہے اور اس سے ان کے بارے میں پوچھے گا، اور آدمی اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کا نگہبان ہے اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ سُن لو تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

۷۔ بادشاہ میں انتظامی استعداد کی صلاحیت پیدا کرنے کی دعوت

ذوالقرنین نے قوم کی مسئلے مسائل سُن کر سمجھ لیا کہ اس قوم میں قیادت، نظام اور منشور کی کمی تھی اور شعور و عقل فہم سے بالاتر تھیں۔ تو معاوضہ لینے سے انکار کر کے ان کی افرادی قوت کا استعمال کر دیا۔ کیونکہ ایک بادشاہ پر رعایا کی حفاظت کرنا اور ان کی قوتوں کو بروئے کار لانا، ان کی سرحدوں کی اصلاح کرنا فرض ہے۔ اور ایک حاکم میں اس صلاحیت کا ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ جانتا ہو کہ مالی و جسمانی مدد کی ضرورت کب اور کہاں ہوگی، جس طرح اگر اس جگہ پر بادشاہ رعایا سے اگر مالی مدد لے لیتے تو وہ لوگوں جسمانی مدد کے لیے آگے نہیں ہوتے۔[23] تو انہوں نے حکمت و دانائی سے کام لیتے ہوئے افرادی قوت کا مطالبہ کیا کہ وہ لوگ لوہے و تانبے سے ناآشنا تھے تو بادشاہ نے اس کا پورا نظام وضع کر کے سب قوم کو اس میں مہارت دی۔ کیونکہ ایک لیڈر کا کام افرادی قوت کو تیار کرنا، ہر مرحلے پر ان کی راہنمائی کرنا اور ہر کارکن کو اس کی صلاحیتوں کے مطابق استعمال کرنا ہے۔[24] نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیادت میں اہلیت و انتظامی قابلیت شرط ہے:

إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔[25]

ترجمہ: جب ذمہ داریاں نااہل لوگوں کو دی جائیں تو نظام تباہ ہو جاتا ہے۔

مبحثِ سوم: واقعۂ ملکۂ سبا و ذوالقرنین کے مناہج دعوت کا تقابلی جائزہ

قرآن مجید دعوت کے میدان میں کسی ایک اسلوب کا قائل نہیں ہے بلکہ حالات، وسائل اور مخاطبین کے اعتبار سے تنوع اور توازن کو پسند فرماتے ہیں، جیسا کہ ان دونوں واقعات کا تعلق مختلف پہلوؤں سے ہے؛

ا۔ ملکۂ سبا نے دعوت کا آغاز مشاورت، غور و فکر اور سیاسی حکمت عملی سے کی جبکہ ذوالقرنین نے دعوت کا آغاز براہِ راست قوتِ عدل، اقتدار اور عملی اقدام سے کیا۔

---

23 قصص قرآنیہ اور اہلیت مناصب کا معیار، ص ۱۳۴۔ ۱۳۵

24 مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، تفہیم القرآن، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی، جولائی ۲۰۰۵م، ج ۳، ص ۴۷

25 صحیح بخاری، بَابُ فَضْلِ العِلْمِ ،بَابُ مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَهُوَ مُشْتَغِلٌ فِي حَدِيثِهِ، فَأَتَمَّ الحَدِيثَ ثُمَّ أَجَابَ السَّائِلَ ،ج ۱، ص ۲۱، رقم الحدیث: ۵۹

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

۲۔ملکۂ سبا نے عقلی اور سفارتی اسلوب اختیار کی اور ذوالقرنین نے فیصلہ کُن، واضح اور اصولی اسلوب اپنایا۔
۳۔ملکۂ سبا نے قومی اُمور میں شوریٰ کی طرف رجوع کی اور ذوالقرنین نے فیصلہ سازی میں اپنی ذاتی بصیرت اور توکل الی اللہ کی۔
۴۔ملکۂ سبا نے طاقت کو آخری حل سمجھا اور جنگ کرنے سے گریز کرنے کی دعوت دی جبکہ ذوالقرنین نے طاقت کو عدل وانصاف کے قیام اور ظلم کے خاتمے کے لیے استعمال کیا۔
۵۔بلقیس نے توحید کی دعوت پر مثبت ردِ عمل کر کے حق کو قبول کیا اور ذوالقرنین نے مختلف اقوام کو اُن کے اعمال کے مطابق سزا وجزا کا اُصول اپنایا۔
۶۔ملکۂ سبا نے شرک سے توبہ کر کے توحید کو شعوری طور پر قبول کیا اور ذوالقرنین نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر انحصار کا عملی اظہار کیا۔
۷۔بلقیس نے عقل و تجربہ اور حالات کے تناظر میں فیصلہ کیا جبکہ ذوالقرنین نے عقل کے ساتھ وحی کے تابع عدل وانصاف کو بنیاد بنادیا۔
۸۔بلقیس نے امن، عدل وانصاف اور قومی مفاد کو مقدم رکھا اور ذوالقرنین نے عدل واحسان اور کمزوروں کے تحفظ کو دعوت کا مرکز بنادیا۔
۹۔ملکۂ سبا نے مشاورتی، مدبر اور نرم قیادت کا نمونہ پیش کیا اس کے برعکس ذوالقرنین نے مضبوط، با اصول اور جواب دہ قیادت کی مثال قائم کی۔
۱۰۔بلقیس کے دعوت میں مکالمہ، امن اور حکمت کو اپنانے کی تعلیم ہے اور ذوالقرنین کے دعوت میں عدل، قانون کی بالادستی اور عملی اصلاح کی رہنمائی ملتی ہے۔
۱۱۔ملکۂ سبا کے دعوت کا منہج ایک فکری، مکالماتی اور تدریجی دعوت کی رہنمائی کرتا ہے اور ذوالقرنین کا منہج عملی، ریاستی قوت واقتدار پر مبنی دعوت کا نمونہ پیش کرتی ہیں۔ لیکن دونوں نے دعوت کو ذاتی مفاد کے لیے نہیں بلکہ حق کے غلبے کے لیے استعمال کیا ہے۔
۱۲۔ملکۂ سبا نے دعوت کا آغاز اپنی اندرونی اصلاح اور عقل وسوچ کی بیداری سے کر کے اپنی قوم کو جنگ کی ہلاکت سے بچادیا جبکہ ذوالقرنین نے بیرونی چیلنجز، سماجی آزمائشوں اور اجتماعی خطرات کے لیے عملی اقدامات کر دیا۔
۱۳۔ملکۂ سبا کی دعوت کا طرز نرم طاقت اور ذوالقرنین کا منہج سخت طاقت پر مبنی تھی۔
۱۴۔ملکۂ سبا ایمان قبول کر کے خود دعیٔ اسلام بن گئی اور ذوالقرنین نے اپنی اصلاحی سرگرمیوں کے ذریعہ عوام کو ظلم وبربریت سے نجات دلادیا۔ کیونکہ دعوت کبھی انفرادی شکل میں اور کبھی اجتماعیت کے ذریعہ اپنا ہدف حاصل کرلیتی ہے۔
۱۵۔ملکۂ سبا ایک غیر مسلم حکمران ہونے کے باوجود عقل وتدبر، مشاورت اور حق شناسی کی دعوت دیتی ہے اور ذوالقرنین ایک طاقتور فاتح اور صاحبِ اقتدار ہونے کے باوجود عدل وانصاف اور تقویٰ وتواضع کی دعوت پیش کرتی ہے۔

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نتائجِ بحث

اِس مقالے کی مطالعے سے ہمیں درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

۱۔قرآن مجید انسان کے سمجھانے کے لیے حالات کی مناسبت سے یکساں منہج کے بجائے مختلف اسلوب پیش کرتا ہے۔

۲۔ملکۂ سبا کا منہج فکری اصلاح، مکالماتی شکل اور تدریجی انداز میں دعوت کے اُصول کی وضاحت کرتا ہے۔

۳۔ذوالقرنین کا منہج عدل وانصاف، قوت وطاقت کا صحیح استعمال اور عملی اصلاح کی ترجمانی کرتا ہے۔

۴۔دعوت میں حکمت وطاقت دونوں کو اخلاقی حدود کے پابند ہونا چاہیے۔

۵۔قیادت اگر تواضع وانکساری اور جواب دہی کے شعور سے خالی ہو تو دعوت فساد میں بدل سکتی ہے۔